سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP. 10 ایس سی آر

ایس۔آر۔بترااور دیگر

بنام

شریمتی ترونابترا

15/دسمبر2006

(ایس۔بی۔سنہااورمارکنڈےکاٹجو،جسٹسز)

خواتین کوگھریلوتشدد سے تحفظ کا قانون، 2005:

دفعات 2(ایس)،17(1)، 19(1)(ایف)۔"گھریلو مکان"۔مفہوم۔طلاق کی درخواست اور فوجداری کارروائیاں شوہراور بیوی کے درمیان زیرالتوا۔بیوی کا اپنی ساس کے زیرِملکیت گھر میں رہنے کا حق مانگنا۔فیصلہ: جوحق شوہر کے خلاف ہوسکتا ہے، وہ سسرال والوں کے خلاف دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔چونکہ مکان شوہر کا نہیں بلکہ ساس کا تھا، اس لیے بیوی وہاں رہنے کا کوئی حق نہیں رکھتی۔قوانین کی تشریح۔غیر معقول مفہوم سے اجتناب کا اصول۔

جواب دہندہ اپنی شادی کے بعد کچھ عرصہ اپنے شوہر کے ساتھ اس احاطے میں رہتی تھی، جو اس کی ساس، اپیل کنندہ نمبر 2 کی ملکیت ہے۔جوڑے کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا اور وہ الگ رہنے لگے۔جواب دہندہ اپنے والدین کے ساتھ، اور اس کا شوہر بھی اپنے فلیٹ میں منتقل ہوگیا۔شوہر نے جواب دہندہ کے خلاف طلاق کی درخواست دائر کی اور اس کے بدلے میں اس نے فوجداری مقدمہ درج کیا اور اپنی ساس اور

خاندان کے دیگر افراد کو گرفتار کرلیا۔اس کے بعد اس نے اپنی ساس کے مذکورہ گھر میں داخل ہونے کے لئے لازمی حکم امتناع کے لئے مقدمہ دائر کیا۔درخواست گزاروں کی جانب سے کہا گیا تھا کہ بعد میں انہوں نے زبردستی مذکورہ گھر کے تالے توڑ دیے۔ٹرائل کورٹ نے درخواست گزاروں کو جواب دہندہ کے قبضے میں مداخلت کرنے سے روکنے کے لئے عارضی حکم امتناع جاری کیا۔لیکن اپیلیٹ کورٹ نے کہا کہ جواب دہندہ نمبر 1 اس احاطے میں نہیں رہ رہی تھی اور نہ ہی اس کا شوہر اس میں رہ رہا تھا اور اس طرح جواب دہندہ کو اپنے شوہر کے علاوہ جائیداد پر کوئی حق نہیں ہے۔تاہم ہائی کورٹ نے آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت جواب دہندہ نمبر 1 کی جانب سے دائر کی گئی رٹ پٹیشن کو منظور کرتے ہوئے کہا کہ زیر بحث جگہ جواب دہندہ کا ازدواجی گھر ہے، جواب دہندہ نمبر 1 کے سسرال والوں نے اپیل دائر کی۔

جواب دہندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ مشترکہ گھرانے کی تعریف میں وہ گھر بھی شامل ہے جہاں متاثرہ شخص رہتا ہے یا کسی بھی مرحلے پر گھریلو تعلقات میں رہتا ہے۔عرضی میں کہا گیا تھا کہ چونکہ جواب دہندہ ماضی میں زیر بحث جائیداد میں رہ چکی ہے، اس لیے مذکورہ جائیداد اس کا مشترکہ گھر ہے۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے عدالت

فیصلہ: 1.1۔ہندوستان میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے، جیسا کہ برٹش ازدواجی گھر کا قانون، 1967، اور کسی بھی صورت میں جو حقوق کسی بھی قانون کے تحت دستیاب ہو سکتے ہیں وہ صرف شوہر کے خلاف ہو سکتے ہیں نہ کہ سسر یا ساس کے خلاف۔فوری معاملے میں، زیر بحث گھر جواب دہندہ کی ساس کا ہے نہ کہ اس کے شوہر کا۔لہٰذا وہ مذکورہ گھر میں رہنے کے کسی حق کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔(1210-ای)

بی آر مہتا بنام آتما دیوی اور دیگر (1987) 4 ایس سی سی 183، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

2.1۔ یہ نوٹ کیا جا سکتا ہے کہ ٹرائل کورٹ کا یہ نتیجہ کہ جواب دہندہ دراصل زیر بحث احاطے میں نہیں رہ رہا تھا، ایک ایسی حقیقت ہے جس میں آئین کے آرٹیکل 226 یا 227 کے تحت مداخلت نہیں کی جا سکتی ہے۔لہٰذا وہ درخواست گزاروں کو جائیداد سے بے دخل کرنے سے روکنے کے لیے کسی حکم امتناع کا دعویٰ نہیں

کر سکتی کیونکہ اس کے پاس مذکورہ جائیداد کا کوئی حصہ نہیں تھا اور اس لیے قبضے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ گھریلو تشدد سے خواتین کے تحفظ کے قانون، 2005 کی دفعہ 2 (ایس) کے تحت زیر بحث گھر کو 'مشترکہ گھر' نہیں کہا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، ایکٹ کی دفعہ 19 (1) (ایف) کے مطابق متبادل رہائش کا دعویٰ صرف شوہر کے خلاف کیا جاسکتا ہے نہ کہ شوہر کے والدین یا دیگر رشتہ داروں کے خلاف۔ (1210-ایچ؛ 1211-اے، بی؛ 1213-بی)

2.2۔ جہاں تک اس ایکٹ کی دفعہ 17 (1) کا تعلق ہے، بیوی صرف مشترکہ گھر میں رہائش کے حق کا دعوی کرنے کی حقدار ہے، اور 'مشترکہ گھر' سے مراد صرف وہ گھر ہوگا جو شوہر کی طرف سے کرایہ پر لیا گیا ہے، یا وہ گھر جو مشترکہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس کا شوہر رکن ہے۔ اس معاملے میں یہ جائیداد نہ تو شوہر کی ہے اور نہ ہی اس نے اسے کرایہ پر لیا ہے اور نہ ہی یہ مشترکہ خاندان کی جائیداد ہے جس کا شوہر رکن ہے۔ یہ درخواست گزار نمبر 2، ساس کی خصوصی ملکیت ہے۔ لہذا اسے 'مشترکہ گھرانہ' نہیں کہا جاسکتا۔ (C-1213)

(3) یہ طے شدہ ہے کہ کوئی بھی ایسی تشریح جو مضحکہ خیزی کا باعث بنے اسے قبول نہیں کیا جانا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قانون کی دفعہ 2 (ایس) میں 'مشترکہ گھرانے' کی تعریف بہت خوش اسلوبی سے نہیں کی گئی ہے، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ بے ترتیب مسودہ سازی کا نتیجہ ہے، لیکن اس کی ایک ایسی تشریح دی جانی چاہیے جو سمجھدار ہو اور جس سے معاشرے میں افراتفری پیدا نہ ہو۔ (1213-اے، ڈی)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 5837 آف 2006۔

نئی دہلی میں دہلی عدالت عالیہ کے 17.1.2005 کے حتمی فیصلے اور حکم سے، سی ایم ایم نمبر 1367/2004 اور 1420/2004 میں۔

سے

2006 کے سی اے نمبر 5837 میں توہین عدالت کی درخواست نمبر 38/2006۔

درخواست گزاروں کی طرف سے ادے امیش للت، میرا اگروال اور آرسی مشرا۔

جواب دہندہ کی طرف سے ایل این راؤ، سدھیر نندراجوگ۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

جسٹس مارکنڈے کاٹجو۔اجازت دے دی گئی۔

یہ اپیل دہلی عدالت عالیہ کے 17 اپریل 2005 کے سی ایم ایم نمبر 1367 اور 2004 کے C.MM نمبر 1420 میں دیے گئے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہے۔

فریقین کے وکیل کو سنا اور ریکارڈ کا جائزہ لیا۔

اس معاملے کے حقائق یہ ہیں کہ جواب دہندہ شریمتی ترونا بترا کی شادی 14.4.2000 کو اپیل کنندگان کے بیٹے امت بترا سے ہوئی تھی۔

شادی کے بعد جواب دہندہ ترونا بترا نے اپنے شوہر امیت بترا کے ساتھ دوسری منزل پر اپیل کنندہ نمبر 2 کے گھر میں رہنا شروع کر دیا۔اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مذکورہ مکان جو بی 135، اشوک وہار، پھاسی، دہلی میں ہے، درخواست گزار نمبر 2 کا ہے نہ کہ ان کے بیٹے امت بترا کا۔

امیت بترا نے اپنی بیوی ترونا بترا کے خلاف طلاق کی عرضی دائر کی تھی اور الزام ہے کہ طلاق کی عرضی کے جواب میں محترمہ ترونا بترا نے تعزیرات ہند کی دفعہ 406 / 498اے/506 اور 34 کے تحت ایف آئی آر دائر کیا اور ان کے سسر، ساس، ان کے شوہر اور شادی شدہ بھابھی کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور انہیں تین دن بعد ہی ضمانت مل گئی۔

یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ محترمہ ترونا بترا اپنے شوہر کے ساتھ تنازعہ کی وجہ سے اپنے والدین کی رہائش گاہ پر منتقل ہو گئی تھیں۔انہوں نے الزام عائد کیا کہ بعد میں جب انہوں نے درخواست گزار نمبر 2 کے گھر میں داخل

ہونے کی کوشش کی جو جائیداد نمبر بی 135، اشوک وہار، فیزون، دہلی میں ہے تو انہوں نے دیکھا کہ مرکزی دروازہ بند ہے اور اس لئے انہوں نے گھر میں داخل ہونے کے لئے لازمی حکم امتناع کے لئے مقدمہ نمبر 87/2003 دائر کیا۔ درخواست گزاروں کا معاملہ یہ تھا کہ اس سے پہلے کہ ان کی بہو محترمہ ترونا بترا نے اپنے والدین کے ساتھ اشوک وہار میں شریمتی ترون بترا کی ساس کے گھر کے تالے زبردستی توڑ دیے۔ درخواست گزاروں نے الزام لگایا کہ ان کی بہو نے انہیں دہشت زدہ کیا ہے اور کچھ وقت کے لئے انہیں اپنے دفتر میں رہنا پڑا۔

درخواست گزاروں نے کہا ہے کہ جواب دہندہ کے شوہر ان کے بیٹے امیت بترا فریقین کے درمیان مذکورہ مقدمہ شروع ہونے سے پہلے غازی آباد کے موہن نگر میں واقع اپنے فلیٹ میں منتقل ہو گئے تھے۔

فاضل جج نے فریقین کی جانب سے مقدمہ نمبر 87/2003 میں دائر عارضی حکم امتناع کی دونوں درخواستوں کا فیصلہ 4.3.2003 کو اپنے حکم کے ذریعے کیا۔ انہوں نے کہا کہ درخواست گزار کے پاس جائیداد کی دوسری منزل ہے اور انہوں نے درخواست گزاروں کو اس میں جواب دہندہ محترمہ ترونا بترا کے قبضے میں مداخلت کرنے سے روکنے کے لئے ایک عارضی حکم جاری کیا۔

مذکورہ حکم کے خلاف اپیل کنندگان نے دہلی کے سینئر سول جج کے سامنے اپیل دائر کی جس نے 17.9.2004 کے اپنے حکم کے ذریعہ کہا کہ شریمتی ترونا بترا احاطے کی دوسری منزل میں نہیں رہ رہی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے شوہر امیت بترا جائیداد متدعویہ میں نہیں رہ رہے ہیں اور ازدواجی گھر کو ایسی جگہ نہیں کہا جاسکتا جہاں صرف بیوی رہتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ شری متی ترونا بترا کا اپنے شوہر کے علاوہ دیگر جائیدادوں پر کوئی حق نہیں ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپیل منظور کرتے ہوئے عارضی حکم امتناعی کی درخواست مسترد کردی۔

اس سے ناراض شری متی ترونا بترا نے آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت ایک عرضی دائر کی تھی جسے فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا گیا تھا۔ لہٰذا، یہ اپیلیں۔

عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے اپنے فیصلے میں کہا کہ زیر بحث جائیداد کی دوسری منزل شری متی ترونا بترا کا سسرالی گھر ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ اگران کے شوہر امیت بترا غازی آباد منتقل ہو جاتے ہیں تو بھی یہ غازی آباد کو محترمہ ترونا بترا کا ازدواجی گھر نہیں بنائے گا۔فاضل جج کا خیال تھا کہ شوہر کی جانب سے رہائش گاہ کی تبدیلی سے اشوک وہار سے ازدواجی گھر منتقل نہیں ہوگا،خاص طور پر جب شوہر نے اپنی بیوی کے خلاف طلاق کی درخواست دائر کی ہو۔اس دلیل پر عدالت عالیہ کے فاضل جج نے کہا کہ محترمہ ترونا بترا بی 135،اشوک وہار،فیزون،دہلی کی دوسری منزل میں رہنے کی حقدار ہیں کیونکہ یہ ان کا ازدواجی گھر ہے۔

احترام کے ساتھ،ہم عدالت عالیہ کے نقطہ نظر سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں۔

جیسا کہ اس عدالت نے بی آر مہتا بنام آتما دیوی اور دیگر (1987)4 ایس سی سی 183 میں فیصلہ دیا ہے،جبکہ انگلینڈ میں ازدواجی گھر میں میاں بیوی کے حقوق ازدواجی گھر ایکٹ،1967 کے تحت چلائے جاتے ہیں،اسی فیصلے میں ہندوستان میں ایسا کوئی حق موجود نہیں ہے۔صحیح معنوں میں ازدواجی گھر میں،شادی ٹوٹنے کی صورت میں یا شوہر اور بیوی کے درمیان کشیدہ تعلقات کی صورت میں۔

ہماری رائے میں مذکورہ بالا مشاہدہ محض امید کا اظہار ہے اور اس میں کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ صرف مقننہ ہی قانون بنا سکتی ہے نہ کہ عدالت۔عدالتیں قانون سازی نہیں کرتی ہیں،اور جج کا ذاتی نقطہ نظر جو بھی ہو،وہ قانون نہیں بنا سکتا یا ترمیم نہیں کر سکتا،اور اسے عدالتی تحمل کو برقرار رکھنا چاہئے۔

ہندوستان میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے،جیسا کہ برٹش ازدواجی گھر ایکٹ،1967 ،اور کسی بھی صورت میں،جو حقوق کسی بھی قانون کے تحت دستیاب ہو سکتے ہیں وہ صرف شوہر کے خلاف ہو سکتے ہیں نہ کہ سسر یا ساس کے خلاف۔

یہاں یہ گھر شری متی ترون بترا کی ساس کا ہے اور یہ ان کے شوہر امت بترا کا نہیں ہے۔لہٰذا شری متی ترونا بترا مذکورہ گھر میں رہنے کے کسی حق کا دعویٰ نہیں کر سکتیں۔

درخواست گزار نمبر 2، شریمتی ترونا بترا کی ساس نے کہا ہے کہ انہوں نے گھر کے حصول کے لئے قرض لیا تھا اور یہ مشترکہ خاندان کی جائیداد نہیں ہے۔ ہمیں اس بیان پر یقین کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

اس کے بعد جواب دہندہ کے وکیل نے گھریلو تشدد سے خواتین کے تحفظ کے قانون، 2005 پر بھروسہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ ایکٹ کے پیش نظر جواب دہندہ محترمہ ترونا بترا کو زیر بحث جائیداد کی دوسری منزل سے بے دخل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

غور طلب ہے کہ سینئر سول جج کا یہ نتیجہ کہ درحقیقت شری متی ترون بترا مذکورہ احاطے میں نہیں رہ رہی تھیں، ایک ایسی حقیقت ہے جس میں آئین کے آرٹیکل 226 یا 227 کے تحت مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا محترمہ ترونا بترا کسی بھی حکم امتناع کا دعویٰ نہیں کر سکتی ں جس کے تحت درخواست گزاروں کو مذکورہ جائیداد سے بے دخل کرنے سے روکا جائے کیونکہ ان کے پاس مذکورہ جائیداد کا کوئی حصہ نہیں تھا اور اس لیے قبضے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مندرجہ بالا کے علاوہ، ہماری رائے ہے کہ گھریلو تشدد سے خواتین کے تحفظ کے قانون، 2005 (اس کے بعد 'ایکٹ' کے طور پر جانا جاتا ہے) کے دفعہ 2 (ایس) کے معنی کے اندر زیر بحث گھر کو 'مشترکہ گھر' نہیں کہا جا سکتا ہے۔
دفعہ 2 میں کہا گیا ہے:

'مشترکہ گھرانے سے مراد وہ گھرانہ ہے جس میں متاثرہ شخص رہتا ہے یا کسی بھی مرحلے پر جواب دہندہ کے ساتھ گھریلو تعلقات میں رہا ہے اور اس میں ایسا خاندان شامل ہے جو متاثرہ شخص یا جواب دہندہ کی مشترکہ ملکیت یا کرایہ دار ہو، یا ان میں سے کسی ایک کی ملکیت یا کرایہ دار ہو جس کے بارے میں متاثرہ شخص یا جواب دہندہ یا دونوں کا مشترکہ یا اکیلا کوئی حق ہو۔ عنوان، سود یا مساوات اور اس میں ایک ایسا خاندان شامل ہے جو مشترکہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس کا جواب دہندہ رکن ہے، قطع نظر اس کے کہ جواب دہندہ یا متاثرہ شخص کو مشترکہ خاندان میں کوئی حق، عنوان یا دلچسپی ہے۔

جواب دہندہ شریمتی ترونا بترا کے وکیل نے مذکورہ ایکٹ کی دفعہ آئی ٹی اور 19 (1) پر بھروسہ کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے:

17۔ (الف) فی الوقت نافذ العمل کسی دوسرے قانون میں کچھ بھی موجود ہونے کے باوجود گھریلو تعلقات میں رہنے والی ہر عورت کو مشترکہ گھر میں رہنے کا حق حاصل ہوگا، چاہے اس کا کوئی حق، لقب یا فائدہ مند مفاد ہو یا نہ ہو۔

(2) قانون کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار کے مطابق جواب دہندہ کے ذریعہ متاثرہ شخص کو مشترکہ گھر یا اس کے کسی بھی حصے سے بے دخل یا خارج نہیں کیا جائے گا۔

19۔ (1) دفعہ 12 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت درخواست نمٹاتے وقت مجسٹریٹ گھریلو تشدد کے واقعہ سے مطمئن ہونے پر رہائشی حکم جاری کر سکتا ہے۔

(الف) جواب دہندہ کو کسی دوسرے طریقے سے متاثرہ شخص کو مشترکہ گھرانے سے قبضے میں خلل ڈالنے سے روکنا، چاہے جواب دہندہ کا مشترکہ گھرانے میں قانونی یا منصفانہ مفاد ہو یا نہ ہو؛

(ب) جواب دہندہ کو اپنے آپ کو مشترکہ گھرانے سے دور کرنے کی ہدایت دینا؛

(ج) جواب دہندہ یا اس کے کسی رشتہ دار کو مشترکہ گھر کے کسی بھی حصے میں داخل ہونے سے روکنا جس میں متاثرہ شخص رہتا ہے؛

(د) جواب دہندہ کو مشترکہ گھرانے کو الگ تھلگ کرنے یا ٹھکانے لگانے یا اس پر قبضہ کرنے سے روکنا؛

(ر) جواب دہندہ کو مجسٹریٹ کی منظوری کے بغیر مشترکہ گھر میں اپنے حقوق سے دستبردار ہونے سے روکنا؛ یا

(ڑ)　　جواب دہندہ　کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ متاثرہ شخص کے لئے اسی سطح کی متبادل رہائش حاصل کرے جو اسے مشترکہ گھر میں حاصل ہے یا اگر حالات کی ضرورت ہو تو اس کے لئے کرایہ ادا کرے:

بشرطیکہ شق (بی) کے تحت اس کے خلاف کوئی حکم جاری نہ کیا جائے۔　کوئی بھی شخص جو ایک عورت ہے۔"

جواب دہندہ　شری متی ترونا بترا کے وکیل نے کہا کہ مشترکہ گھر کی تعریف میں وہ گھر بھی شامل ہے جہاں متاثرہ شخص رہتا ہے یا کسی بھی مرحلے پر گھریلو تعلقات میں رہتا ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ چونکہ جواب دہندہ　ماضی میں زیر بحث جائیداد میں رہ چکے ہیں، لہٰذا مذکورہ جائیداد ان کا مشترکہ گھر ہے۔

ہم اس دلیل سے متفق نہیں ہو سکتے۔

اگر مذکورہ بالا　درخواست کو قبول کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ماضی میں جہاں بھی میاں بیوی ایک ساتھ رہتے تھے وہ جائیداد مشترکہ گھر بن جاتی ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ شوہر اور بیوی درجنوں جگہوں پر ایک ساتھ رہتے ہوں جیسے شوہر کے والد، شوہر کے دادا دادی، اس کے ساتھ۔ ماموں، ماموں، خالہ، بھائی، بہنیں، بھتیجے، بھتیجے وغیرہ۔ اگر جواب دہندہ　کے وکیل کی جانب سے پیش کی گئی تشریح کو قبول کر لیا جائے تو شوہر کے رشتہ داروں کے یہ تمام گھر مشترکہ گھر ہوں گے اور بیوی اپنے شوہر کے رشتہ داروں کے ان تمام گھروں میں رہنے پر صرف اس لیے اصرار کر سکتی ہے کہ وہ ماضی میں ان گھروں میں کچھ عرصہ اپنے شوہر کے ساتھ رہی تھی۔ اس طرح کا نقطہ نظر افراتفری کا باعث بنے گا اور مضحکہ خیز ہوگا۔ یہ طے شدہ ہے کہ کوئی بھی تشریح جو مضحکہ خیزی کا باعث بنتی ہے اسے قبول نہیں کیا جانا چاہئے۔

جواب دہندہ　شریمتی ترونا بترا کے وکیل نے قانون کی دفعہ 19 (ایل) (ایف) پر بھروسہ کیا ہے اور دعوی کیا ہے کہ انہیں متبادل رہائش فراہم کی جانی چاہئے۔ ہماری رائے میں متبادل رہائش کا دعویٰ صرف شوہر کے خلاف کیا جا سکتا ہے نہ کہ شوہر کے سسرال والوں یا دیگر رشتہ داروں کے خلاف۔

جہاں تک اس قانون کی دفعہ 17 (1) کا تعلق ہے، ہماری رائے میں بیوی صرف مشترکہ گھر میں رہائش کے حق کا دعویٰ کرنے کی حقدار ہے، اور 'مشترکہ گھر' کا مطلب صرف وہ گھر ہوگا جو شوہر کی طرف سے کرایہ پر لیا گیا ہو، یا وہ گھر جو مشترکہ خاندان سے تعلق رکھتا ہو جس کا شوہر رکن ہے۔ موجودہ معاملے میں زیر بحث جائیداد نہ تو امیت بترا کی ہے اور نہ ہی یہ ان کے ذریعہ کرایہ پر لی گئی تھی اور نہ ہی یہ مشترکہ خاندان کی جائیداد ہے جس کے شوہر امت بترا رکن ہیں۔ یہ امیت بترا کی والدہ اپیل کنندہ نمبر 2 کی خصوصی ملکیت ہے۔ لہٰذا اسے 'مشترکہ گھرانہ' نہیں کہا جا سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قانون کی دفعہ 2 (ایس) میں 'مشترکہ گھرانے' کی تعریف بہت خوش اسلوبی سے بیان نہیں کی گئی ہے، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ بے ترتیب مسودہ سازی کا نتیجہ ہے، لیکن ہمیں اس کی ایک ایسی تشریح دینی ہوگی جو سمجھدار ہو اور جس سے معاشرے میں افراتفری پیدا نہ ہو۔

مذکورہ بالا کے پیش نظر اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔ عدالت عالیہ کے مذکورہ فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور سینئر سول جج کے حکم کو برقرار رکھا جاتا ہے جس میں محترمہ ترونا بترا کی حکم امتناعی کی درخواست کو خارج کر دیا جاتا ہے، بنا کسی لاگت کے۔

توہین عدالت کی درخواست نمبر: 38 / 2006

مذکورہ بالا فیصلے کی روشنی میں توہین عدالت کی درخواست خارج کی جاتی ہے۔

آر۔ پی

اپیل منظور کر لی گئی اور توہین عدالت کی درخواست خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document